بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجیہہ بخاری نے یہ ناول (آوزیست نبھائیں ہم) صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (آوزیست نبھائیں ہم) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ:نیوایرا میگزین

New Era Magazine

اگلے کئی دن نرمین خاموش رہی تھی مگر وہ اندر ہی اندر بل کھا رہی تھی۔ میر زائر نے اسے لا رادے کر اس سے ملنا گوارہ نہ کیا تھا یہ اسے اندر ہی اندر جلا رہا تھا۔ بعد میں اسے پتا وہاں جا کر معلوم ہوا تھا میر زائر فارکس گیا ہوا ہے.. یعنی اس سے ملے بغیر؟ اتنی ذلت؟ اس سے کہاں برداشت ہونی تھی لہذا آج وہ سوچ سمجھ کر کھانے کی میز پر آئی تھی۔

سب کھانے میں مشغول تھے ایک وہ تھی جو چمچ ادھر سے ادھر ہلا رہی تھی عرفان کے پوچھنے پر اس نے زور وشور سے رونا شروع کر دیا تھا۔ کھانے کی میز پر بیٹھے سبھی افراد پریشان ہو گئے تھے۔

کیا ہوا نرمین؟ تم رو کیوں رہی ہو آخر؟ فرزانہ بری طرح پریشان ہو بیٹھیں تھیں اسکی حالت دیکھ کر!

جبکہ عرفان بھی پریشان سا کھڑا تھا۔ نرمین.. میرے بچے بتاؤ تو ہوا کیا ہے؟ عرفان اسکے سر پر ہاتھ رکھے کہہ رہا تھا۔

لو جی ہو گئے ڈرامے شروع.. ہاجرہ چڑ کر سوچتی دوبارہ سے کھانے میں مشغول ہو گئی تھی۔!

New Era Magazine

بھیا..ان سے پوچھئے ناکیاہواہے میرے ساتھ..وہ ہاجرہ کی طرف اشارہ کرتے تقریباً چلائی تھی۔ہاجرہ کے ہاتھ سے نوالہ چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا۔

کیامطلب ہے کیاہواہے؟اور مجھے کیاپتا تمھارے ساتھ جوکچھ بھی ہواہے اسکے بارے میں؟ہاجرہ بری طرح پریشان ہوگئی تھی۔سب کی نظریں اسکی طرف تھیں۔

بھیا...خالہ نے میری اس قدر ہتک کی ہے کہ میں آپکو بتانہیں سکتی۔اگرمیں نے میر زائر سے محبت کی ہے تواس میں میرا کیاقصور؟اور وہ خالہ جان بجائے میرے زائر کے لئے دوسری لڑکیاں ڈھونڈتی پھر رہی ہیں اور وہ میرے بارے میں بھابھی کوتوچھوڑیں ملازماؤں تک سے اتنے غلط الفاظ استعمال کرتی ہیں انکے خیال میں میں ایک ان پڑھ اور جاہل گوار لڑکی ہوں۔وہ چیخ چیخ کر سب کو بتارہی تھی جبکہ ہاجرہ منہ پرہاتھ رکھے حیران تھی۔اسے یقین نہیں آیاتھاکہ خانم اس طرح کرسکتی ہیں۔

کیایہ سچ کہہ رہی ہے ہاجرہ؟عرفان سختی سے بولا تھااسکے چہرے پر خطرناک حد تک سختی پیداہوگئی تھی۔

خداکی قسم عرفان..میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتی بھلاخانم ایساکیوں کہیں گی نرمین کو؟وہ توبہت پسند کرتی ہیں نرمین کو۔؟ہاجرہ نے صفائی دی تھی۔

اچھاتواس دن ؟جب خالہ میرے بارے میں کہہ رہی تھیں کہ میں انپڑھ ہوں تب ؟ یہ محبت ہے انکی ؟ارے محبت میں تو خامیاں بھی خوبیاں لگتیں ہیں۔نرمین چیخ چلارہی تھی۔

اچھابس کردواب تم نرمین ..فرزانہ نے ہاتھ اٹھاکر اسکو خاموش رہنے کا کہا تھا۔عرفان کا غم وغصے سے براحال تھا۔

آپانے اگر ایسا کہاہوتا میری بیٹی کے بارے میں ہاجرہ تو ایک بات یادرکھنا سکون سے تمھیں بھی رہنے نہیں دینے کی میں۔انتہائی سختی سے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ٹکائے وہ کہہ رہی تھیں جبکہ ہاجرہ اندر تک کانپ گی تھی۔انکے لہجے کی سختی اسے اندر تک ہلا گئی تھی۔

جاؤتم نرمین اپنے کمرے میں۔میں دیکھ لوں گی۔تخت پرپڑی چادراپنے گرد لپیٹتے فرزانہ بناکچھ سنے باہر نکل گئیں۔عرفان میری بات سنیں..اس نے عرفان کو کہنا چاہا تھا مگر وہ ایک کڑی نگاہ اس پر ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

یامیرے خدا..اب کیاہوگا؟خالہ توبہت غصے میں گئیں ہیں۔وہ ادھر سے ادھر چکر لگاتی پریشان پھر رہی تھی جبکہ دروازے سے جھانکتی نرمین فتح کی خوشی سے سرشار ہوئی جارہی تھی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

فرزانہ تمھارا دماغ خراب ہے؟ تمھیں لگتا ہے میں اپنی بھانجی کی برائیاں اب ملازماؤں سے کروں گی؟ خانم بری طرح کھول اٹھیں تھیں فرزانہ کی بات پر۔

آپا.. بس میں اتنا کہوں گی آپ نے مجھے بڑا مایوس کیا ہے.. خیر آپا میں اتنا کہنے آئی ہوں کہ اگر آپ اپنی بیٹی کو سسرال میں خوش و خرم دیکھنا چاہتی ہیں تو میر زائر اور نرمین کا رشتہ کر دیجئے۔ فرزانہ بے لچک لہجے میں بولی تھیں۔"

کیا؟ فرزانہ تمھارا دماغ ٹھیک ہے؟ میں ایسا ہر گز نہیں کروں گی جس میں میر زائر کی مرضی شامل نا ہو اس کام کو کرنا میرے نزدیک گناہ ہے۔" فاطمہ خانم سختی سے بولیں تھیں۔

تو ٹھیک ہے۔ شام کو ہاجرہ کو عرفان چھوڑ جائے گا۔ فرزانہ چادر کا پلو تھامتے کھڑے ہوتے ہوئے بولیں۔

فرزانہ کیا ہو گیا ہے تمھیں؟ ہاجرہ کو تم نے اپنی پسند سے بہو بنایا تھا اور اب تمھارا یہ رویہ میری سمجھ سے باہر ہے.. تب تو تم نے ایسا کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا؟ فاطمہ خانم جھنجھلا گئیں تھیں۔

ہاں۔ مگر میرے لئے میری بیٹی کی خوشی ہر خوشی پر بھاری ہے۔ وہ سنجیدگی سے بولیں تھیں۔

تو تم نہیں مانو گی؟ خانم نے ایک آخری کوشش کی تھی۔

نہیں۔ فرزانہ کا لہجہ کسی بھی احساس سے عاری تھا۔ بالآخر خانم نے ہار مان لی تھی اور فورا میر زائر کو فون پر واپس آنے کا کہا تھا انکا لہجہ بے لچک تھا جس کی وجہ سے وہ ماں کو انکار نہیں کر پایا تھا۔"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رابیل دکھتے سر سے کاٹیج میں داخل ہوئی تھی۔۔! کشادہ امریکن کچن میں کافی بنا کر وہ اوپر اپنے کمرے میں چلی آئی۔۔بیڈ پر بیٹھتے کمبل میں دبکتے وہ ماضی میں کھو گئی تھی۔۔ اسے یاد تھا جب وہ پانچ سال کی تھی تب اسکی بڑی بہن "حریم" اسکی وجہ سے مری تھی۔"سڑک پار کرتے رابیل کی غلطی کی وجہ سے حریم تیز رفتاری سے آتی گاڑی کے نیچے آجانے کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتر گئی تھی۔"

پھر ماں باپ پھر حمزہ..اب اسے بھی محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ واقعی سبز قدم ہو۔ پتا نہیں اب میری وجہ سے کس کی جان جائے گی۔! تلخی سے سوچتے اس نے کافی کا گھونٹ بھرا تھا۔

آج کالج میں جو کچھ ہوا تھا وہ اسکے لئے سخت اذیت ناک تھا۔

وہ خاموشی سے آنکھیں بند کئے آنسو بہا رہی تھی۔۔

رابیل؟ اسے حمزہ کی آواز آئی تھی۔رابیل نے چونک کر آنکھیں کھولیں تھیں اسکی سماعتیں شدت سے حمزہ کی آواز کی منتظر تھیں۔"

جانِ حمزہ کتنی بار بتایا ہے تمھیں تمھارے آنسو میرے دل پر گرتے ہیں اس طرح رو کر مجھے تو تکلیف نا پہنچایا کرو۔۔میری روح سخت عذاب جھیلتی ہے تمھاری ان خوبصورت آنکھوں میں بسنے والے خواب بھی میرے وجہ سے ٹوٹے ہیں نا؟ ان میں آنسو بھی میری وجہ سے ہیں نا؟ وہ سفید لباس میں پر نور چہرے کے ساتھ اس سے پوچھ رہا تھا۔

وہ رو دی تھی۔حمزہ تم لوٹ آؤ پھر دیکھنا ان آنکھوں کا پانی ہمیشہ کے لئے سوکھ جائے گا۔۔خوشیاں ہماری منتظر ہیں حمزہ۔۔وہ سسکتے ہوئے گویا ہوئی تھی۔

رابیل۔۔ہماری نہیں تمھاری۔۔رابیل اپنی الگ دنیا بسالو تاکہ میری روح کو بھی سکون ملے۔۔ورنہ میں یونہی تڑپتا رہا ہوں گا رابی۔۔میری روح کا سکون صرف تمھارے پاس ہے رابی۔۔حمزہ نم آواز میں بولا تھا۔۔رابی نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر وہ دھویں کی طرح اڑتا آسمانوں میں غائب ہو گیا تھا۔

وہ ایک زوردار چیخ سے اسکو پکارتے اٹھی تھی۔اس نے اپنے ارد گرد دیکھا تھا۔سب ویسا ہی تھا ویران..یعنی وہ خواب تھا۔اس نے پیشانی پر چھوٹی چھوٹی پسینے کی بوندیں صاف کی تھیں پھر وال کلاک پر نگاہ ڈالی تھی۔قریباً آدھا گھنٹہ وہ سوئی تھی۔

کافی ملک میں پڑی سرد ہوتی جارہی تھی..درجہ حرارت 16° ڈگری سینٹی گریڈ تک جا پہنچا تھا تبھی سردی کا زور بھی بڑھا ہوا تھا۔وہ آتشدان کے سامنے آ بیٹھی ..

اس خواب سے وہ کیا تعبیر اخذ کرے؟وہ ابھی سوچوں میں گم. تھی جب جیزیکا اسکو آوازیں دیتی اوپر آئی تھی۔

ارے جیزیکا تم اندر کیسے آئی؟رابیل حیرت سے بولی تھی۔

وہ ایسے کہ محترمہ آپنے دروازہ بند کرنا ضروری نہیں سمجھا اور اب کھلا ہوا تھا۔ہاتھوں سے گلوز اور کوٹ اتارتے جیزیکا طنزیہ بولی تھی۔

اوہ..اتنا سر میں درد ہو رہا تھا میرے جیزیکا کہ خیال ہی نہیں رہا۔وہ سر افسوس سے ہلاتے گویا ہوئی۔

اچھا کوئی بات نہیں۔میڈیسن لی تم نے؟جیزیکا پریشانی سے بولی تھی۔

نہیں اب ٹھیک ہے۔تمھارا آنا کیسے ہوا؟وہ پھیلا کمرہ سمیٹتے گویا ہوئی۔

یونہی..آج پتا چلا کہ کالج میں سب نے کافی ہنگامہ کریٹ کیا تھا۔جیزیکا اسکو جانچتے بولی

۔

یہ میری زندگی کا خاصہ ہے کوئی نئی بات نہیں۔پتا چلنا ہی تھا یہ سب تو۔وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

رابی تم سچ سچ بتاؤ اسی وجہ سے تمھارے سر میں درد تھا نا؟جیزی اسکا ہاتھ تھامتے بولی تھی

۔

وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔جیزیکا جس طرح یہ دکھ اذیتیں میری زندگی کا حصہ ہیں اسی طرح یہ سر درد بھی میری زندگی کا حصہ ہے..وہ ہنس کر بولی تھی۔۔!

رابی تم پاگل ہو گئی ہو۔جیزی اسکی گفتگو سے اکتا کر گویا ہوئی تھی۔" !

رابیل ہنسی تھی اور ہنستی چلی گئی تھی جس کے نتیجے میں ننھے ننھے آنسوؤں کے قطرے اسکی آنکھوں میں بھر آئے تھے۔

رابی تم رو رہی ہو؟جیزی یک دم پریشان ہو گئی تھی۔

رابیل نے ہنستی روتی کیفیت میں اسکو دیکھا تھا۔

جس کے نصیب میں رونا لکھ دیا جائے وہ ہنستے ہوئے بھی روتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں.انکی ہنسی میں بھی درد شامل ہوتا ہے انکی مسکراہٹ میں بھی اذیت کا عجیب ہی مزا ہوتا ہے۔وہ آنسو صاف کرتے کھڑی ہو گئی تھی۔

رابیل کسی نے تمھاری زندگی میں آکر تمھاری زندگی کو بہتر نہیں بنانا تمھیں خود اپنی زندگی کو بہتر بنانا ہو گا۔

جتنا دکھوں کو خود پر سوار کرو گی اتنا ہی اذیت میں جلو گی۔جیز یکا نے سادہ الفاظ میں اسے بہت کچھ باور کروایا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بڑا مان تھا نا آپکو اپنی بھتیجی پر؟ذرا سی مشکل پڑی کیسے واپس بھاگ گئی؟پلٹ کر دیکھا؟نا ہی رابطہ کرنے کی کوشش کی آپ کر لیں تو کر لیں۔فوزیہ اور یوسف رضا دونوں باغیچے میں دھوپ سینک رہے تھے۔فوزیہ آج کافی بہتر تھیں۔

فوزیہ بیگم تم بھول رہی ہو تمھاری نفرت نے اسے یہاں سے جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ یوسف رضا نے بھتیجی کی حمایت کی تھی۔

یوسف آپکو وہ غلط ہوتے ہوئے بھی غلط نظر نہیں آرہی یہی آپکی سب سے بڑی غلطی ہے۔فوزیہ متنفر سی گویا ہوئی تھیں۔

New Era Magazine

کیاہم یہاں آپس میں لڑنے کے لئے بیٹھے ہیں؟وہ سنجیدگی سے بولے تھے۔"

فوزیہ خاموش رہی تھیں۔

آج حمزہ کی قبرپر جانے کاپروگرام تھامیر اتم نے سارے موڈکا بیڑہ غرق کر دیا۔وہ سنجیدگی سے کہتے کھڑے ہونے لگے تھے۔

یوسف..پلیزآپ موڈنہ خراب کریں مجھے میرے بیٹے کی قبرپر لے جائیں.پل بھر میں انکی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں۔یوسف رضاانکی ممتاکو محسوس کرتے ہارمان گئے تھے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دن گزرتے جارہے تھے۔میر زائر کا تین مہینے کا کنٹریکٹ ختم ہوگیا تھا۔وہ واپس پاکستان جارہاتھا۔جیزی نے رابیل کو بتایاتھامگراس نے کوئی خاص ریکیشن نہیں دیا تھا ۔انکاکالج بھی ختم ہوگیا تھا۔

اب وہ یونی میں آ گئے تھے۔

رابیل نے خود کوپڑھائی میں گم کرلیاتھا.روزیوسف رضاسے بات ہوجاتی وہ گھنٹوں اس سے باتیں کرتے رہتے کبھی حمزہ کے بچپن کی کبھی اسکے بچپن کی۔

وہ سنتی رہتی جب انکا دل بھرتا تو فون بند کر دیتے.. بس انہیں اسکی پڑھائی ختم ہونے کا انتظار تھا۔"

اسے یقین تھا جس طرح یہ ایک سال گزر گیا تھا باقی کے سال بھی آرام سے گزر جائیں گے اور وقت کا کام ہی چلنا ہے وہ رکتا تھوڑی ہے بس دھیرے دھیرے سرکتا جاتا ہے کسی کے لئے سرکتی ریت کی طرح تو کسی کے لئے بھاگتے دوڑتے مناظر کی طرح۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پانچ سال بعد !

میر زائر پانچ سال پہلے لوٹ گیا تھا مگر ان پانچ سالوں میں وہ کئی بار رابیل کے پاس اپنی محبت کی بھیک لے کر آیا تھا مگر اسکا دل پگھل کر ہی نا دیتا تھا وہ ہر بار خالی ہاتھ ونامراد اسکو لوٹا دیتی...اس بار پھر وہ ایک آس اور امید لئے اسکے پاس چلا آیا تھا ایک ہفتے کے لئے وہ فارکس آیا تھا۔ محبت کرنے والوں کو ایک آس ایک امید زندہ رکھتی ہے ۔ اس نے سنا تھا میر زائر کی منگنی ہو گئی ہے لیکن وہ رابیل کا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتا وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی ..

کتنی ہی دیر اسکا فون بجتا رہا تھا مگر وہ کرسی سے سر ٹکائے ہر چیز سے بے نیاز آنکھیں موندے ہوئی تھی۔

ڈاکٹرز نے اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی تھی جو مسلسل بجنے والی بیل سے بھی جاگ کر نہ دے رہی تھی۔

ڈاکٹر رابیل.. آپکی شاید کوئی کال آرہی ہے۔ڈاکٹر الزبتھ جو اسکی دوست بنی تھی اس نے رابیل کو ہلا کر کہا تھا۔

اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں تھیں۔ایم سوری وہ میری آنکھ لگ گئی تھی۔وہ اچھی خاصی شرمندہ ہوگئی تھی۔" !

اٹس اوکے !"الزبتھ نے مسکرا کر کہا تھا۔فون بج بج کر بند ہو گیا تھا۔

تمام ڈاکٹرز آہستہ آہستہ اپنی ڈیوٹی پر چلے گئے تھے۔

اچھا میری بھی ڈیوٹی کا وقت ہو گیا ہے میں بھی چلتی ہوں۔الزبتھ گھڑی پر ٹائم دیکھتے کھڑی ہو گئی تھی۔رابیل نے دھیرے سے سر ہلا دیا تھا۔پھر فون کو دیکھا جس پر جیزی کالنگ آرہا تھا۔

اس نے جیزی کو کال بیک کی تھی جو اس نے دوسری ہی بیل پر اٹھالی تھی۔

ایسا کرو اپنے موبائل کو لکڑیوں میں پھینک کر ان لکڑیوں کو آگ لگادو.. جب اٹھانا نہیں ہوتا تو فائدہ ایسے موبائل کا؟ جیزیکا فوراً چلا اٹھی تھی۔

ایم سوری جیزی.. میں ایمر جنسی میں تھی۔ اسے جھوٹ بولنا پڑا تھا۔

چلو.. مگر اطلاع دے دیتا ہے انسان؟ دوسرا پریشان تو نہ ہو نا؟ جیزیکا کا غصہ کسی طور کم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔"

اچھا سوری؟ کہا تو ہے؟ رابیل چڑ گئی تھی۔

جیزیکا خاموش تھی۔ اچھا بتاؤ کہیں کا پلین ہے کیا؟ اسے خاموش دیکھ کر رابیل نے ہی بات شروع کی تھی۔

ہمم۔ کہیں باہر چلتے ہیں تمھارا دل بھی بہل جائے گا آؤٹنگ بھی ہو جائے گی۔ جیزیکا خوشگوار انداز میں بولی تھی۔

جیزی۔ میری آج شام تک ہاسپٹل میں ڈیوٹی ہے۔ وہ رسانیت سے گویا ہوئی تھی۔

شام تک ہے نا؟ شام کو تو نہیں نا؟ جیزیکا کے پاس ہر سوال کا جواب تھا۔

اچھا ٹھیک ہے۔ میں تیار رہوں گی تم آجانا پک کرنے۔ وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

اوکے.. سی یو سون.. جیزی نے فون بند کر دیا تھا۔وہ سٹیتھو سکوپ اٹھا کر باہر نکل آئی ۔میر زائر اسی کا انتظار کر رہا تھا وہ کل شام واپس جا رہا تھا تبھی اس سے ملنے آیا تھا اور اب اسکو آتے دیکھ کر بھاگا چلا آیا تھا۔

رابی میری بات سنو.. ایم سوری اس دن جو کچھ بھی ہوا اس میں میری کوئی غلطی نہیں تھی۔ بخدا رابی میں اپنی خوشیوں کی خاطر کسی کی خوشیاں نہیں برباد کر سکتا۔تم پلیز اپنے دل سے یہ غلط فہمی نکال دو.. میر زائر شرمندگی سے بولا تھا۔

میں نے کب کہا میر زائر کہ تمھاری غلطی ہے؟ وہ رک کر سنجیدگی سے بولی تھی۔

تم ناراض ہو مجھ سے رابیل.. میں جانتا ہوں ان سالوں میں جتنی اذیت میں تم رہی ہو شاید ہی کوئی رہا ہو۔وہ سر جھکائے بول رہا تھا۔

میں تم سے نہیں اپنے نصیب سے ناراض ہوں میر زائر.. میری قسمت میں یہی لکھا ہے ۔پلیز مزید مجھے تنگ مت کرو اور واپس لوٹ جاؤ میں اور تم الگ الگ منزل کے راہی ہیں۔وہ سنجیدگی سے کہتی مزید کچھ سنے بنا ایمرجنسی کی طرف بڑھ گئی۔جبکہ وہ ششدر سا اسکو دیکھتا رہا تھا۔

الگ الگ منزل؟ میں نے تو اپنی ہر منزل کا راستہ تم تک موڑ لیا ہے رابیل.. تم کیا جانو میں نے اپنی ہر خوشی کو تم سے وابستہ کر لیا ہے۔یہاں سے واپس لوٹ جانا؟ کیا تم نہیں

جانتی کیاہے؟میری موت ہے رابیل.. تم سے جداہونا موت کے ہی تومترادف ہے۔

وہ بڑبڑاتاواپسی کے لئے پلٹ گیا۔رابیل کارویہ اسے ششدر ہی تو کر گیا تھا۔ !

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆ ☆

شام کو وہ بلیک اور وائٹ کنڑاسٹ کی سلک کی شرٹ اور سلک کی ہی لانگ سکرٹ پہنے بھورے بالوں کو کھلا چھوڑ کر نیچرل شیڈ کی لپسٹک لگاکر رین کوٹ لئے باہر آگئی۔

بارش کسی بھی وقت ہوسکتی تھی لہذاوہ رین کوٹ لئے ہی باہر آگئی اور ہینڈ بیگ سے چابیاں نکال کر دروازے کو لاکڈ کیااور باہر جیزیکا کی کھڑی گاڑی میں آبیٹھی۔

تمھاری تیاریاں اور تم؟اتنا سمپل؟کچھ تو تیار ہو ہی جاتیں ازیکا کی طرف پارٹی میں جارہے ہیں ہم۔جیزیکا نے بم پھوڑا تھا۔

واٹ؟جیزی تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں تھا؟وہ چڑ کر گویا ہوئی۔

وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔کیونکہ میں جانتی تھی تم ہمیشہ کی طرح انکار کردو گی۔

جیزیکا موڑ کاٹتے گویا ہوئی۔

جیزی مگر بتانا چاہئے تھا تمھیں۔ضروری تو نہیں کہ میں انکار ہی کر دیتی۔

وہ کھڑکی سے باہر نظر آتے مناظر کو آنکھوں کے نہاں خانے میں محفوظ کرتے گویا ہوئی۔

اس نے کانوں میں سلور کلر کے بڑے بڑے ایر رنگ پہن رکھے تھے۔عام سے حلیے میں بھی وہ سامنے والے کو تسخیر کرنے کی طاقت رکھتی تھی۔

گاڑی عالیشان گھر کے سامنے رکی تھی۔باہر قطاروں میں کئی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ جیزیکا بھی پارکنگ میں گاڑی کھڑی کر کے اسکے ساتھ اندر چلی آئی۔جہاں پارٹی اپنے عروج پر تھی۔

لڑکے لڑکیوں کے کئی گروپ ایک طرف کھڑے باتوں میں مصروف تھے۔ان دونوں کو دیکھ کر ازیکا باقی سب چھوڑ چھاڑ انکی طرف چلی آئی تھی۔

ارے تم دونوں؟بہت دیر کر دی۔جیزیکا تمھارا تو پتا تھا مگر مجھے ہر گز امید نہیں تھی کہ رابیل بھی آئے گی۔دونوں سے ملنے کے بعد اس نے اشارے سے ویٹر کو کالڈ ڈرنک لانے کا کہا تھا اور رابیل سے شکوہ کیا تھا۔

ایم ریئلی سوری ازیکا..ہاسپٹل میں بزی ہونے کی وجہ سے مجھے وقت نہیں ملتا..کتنی دفع جیزی نے پکنک پر چلنے کا کہا ہے مگر وہاں جانے کا وقت بھی نہیں ملا..اس نے سہولت سے کہا تھا۔

اچھا چھوڑو۔میں سمجھ سکتی ہوں ایک ڈاکٹر کی زندگی صرف اسکے مریضوں اور دوائیوں کے گرد گھومتی ہے۔ازیکا ہنس کر بولی تھی۔جواباً وہ دونوں بھی ہنس دیں تھیں۔ادھر

آؤ تمھیں اپنے فرینڈز سے ملواؤں۔ازیکا نے خوشدلی سے کہا تھا ان دونوں کا ہاتھ تھام کر فرینڈز کے گروپ کی طرف بڑھ گئی۔

جہاں اس نے ایک ایک سے رابیل اور جیزیکا کا تعارف کروایا تھا۔کالڈ ڈرنک ہاتھ میں پکڑے رابیل چھوٹے چھوٹے سپ بھر رہی تھی اوران سب کی باتیں سن رہی تھی!

--

آہاں..شاید میں خدا سے کچھ اور مانگتا تو وہ بھی دے دیتا۔یکلخت اسکے کانوں میں میر زائر کی نرم سی آواز ابھری تھی۔

وہ مڑی تھی۔پھر سنجیدگی سے اسکو دیکھا تھا۔

آپ سے میں نے شاید شام میں کچھ کہا تھا میر زائر؟ کہا تھا ابھی لوٹ جائیں میری زندگی میں آپکی کوئی گنجائش نہیں پھر آپ آجاتے ہیں؟ وہ نظریں دوسری طرف موڑے سنجیدگی سے بولی تھی۔

مگر میری زندگی میں تو صرف آپ ہی کی گنجائش ہے۔وہ مسکرا کر گویا ہوا تھا۔

ارے سر آپ؟ مجھے تو لگا تھا آپ نہیں آئیں گے؟ میر زائر کو دیکھ کر ازیکا کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

میر زائر کے کالج چھوڑنے کے بعد اور واپس جانے کے بعد بھی ازیکا نے اس سے رابطہ ٹوٹنے نہیں دیا تھا وہ میر زائر سے کافی اٹریکٹ تھی۔

کیوں نہیں آتا؟ایک تو میں یہاں تھا بھی پھر آپ نے بہت دل سے بلایا تھا۔وہ رسانیت سے گویا ہوا تھا۔

مجھے بہت اچھا لگا سر..پلیز آپ بیٹھئے۔اس نے پاس پڑے صوفے کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔

بہت شکریہ..وہ مسکرا کر کہتا صوفے پر براجمان ہو گیا۔

رابیل تم کیوں کھڑی ہو بیٹھ جاؤ؟ازیکا نے اسے گم سم کھڑا دیکھ کر کہا تھا۔

وہ سر ہلاتی اس سے قدرے فاصلے پر بیٹھ گئ تھی۔

رابیل..کیا آپکے دل میں میری زرا سی بھی گنجائش نہیں؟کچھ دیر بعد وہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں گویا ہوا تھا ..

میر زائر میرے پاس دل ہے ہی کہاں؟میرا دل تو حمزہ کے جانے بعد ہی ٹوٹ گیا تھا اب تو صرف اس دل کی کرچیاں ہیں جو ہر لمحے اذیت دیتی ہیں۔

وہ آنکھ کے کونے پر آتے آنسو کو شہادت کی انگلی سے صاف کرتی دھیمی مسکان سے بولی تھی۔

اور اگر میں تمھارا ٹوٹا ہوا دل اپنی محبت سے جوڑ دوں تو؟ وہ اک آس سے گویا ہوا تھا۔"

محبت کرنے والوں کو اک آس زندہ رکھتی ہے۔"اور وہ بھی اک آس پر زندہ تھا۔

وہ ہلکے سے ہنسی تھی۔اپنی محبت کے قاتل سے محبت کرنا کیسا ہے؟

رابیل.. میں نے تمھیں پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں.. کیا تمھیں ایسا لگتا ہے میں اپنی خوشیوں کی خاطر کسی کی خوشیاں خرید سکتا ہوں؟ وہ گہرے دکھ سے گویا ہوا تھا

۔

میر زائر۔۔ہاں.. تم ایک خود غرض انسان ہو تم نے اپنی خوشیوں کی خاطر کسی کی خوشیوں کو آگ لگا دی اپنے دل کی تسکین کی خاطر کسی کے دل کو جلتے ہوئے انگاروں پر رکھ دیا یہ سوچے سمجھے بغیر کہ کسی کے آنسوؤں سے اپنی خوشیاں خرید لینا بھی کوئی خوشیاں نہیں ہوتیں.. ہیں مگر سکون تو تمھیں بھی حاصل نہیں ہوگا.. میری طرح تم بھی خالی ہاتھ لا حاصل رہ جاؤ گے۔اسکی آواز میں پھنکار شامل ہوگئی تھی۔آنسو اسکا چہرہ بگھو رہے تھے جبکہ میر زائر بت تھا۔کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرا ایک جملہ میرے لئے میری محبت پر اس قدر بھاری پڑ جائے گا تو کبھی اس جملے کو اپنی زبان پر آنے نہ دیتا۔

وہ سوچ کر رہ گیا تھا۔

New Era Magazine

وہ لمحے کے اندر اندر کھڑی ہوئی تھی گلاس سائیڈ پر رکھتی جیز یکا کا انتظار کئے بنا اندھا دھند وہاں سے بھاگتی چلی گئی تھی۔ باہر اسکے گمان کے مطابق ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو چکی تھی۔ رین کوٹ اس نے بائیں ہاتھ کی کلائی پر دھرا ہوا تھا۔ رین کوٹ پہن کر وہ ناک کی سیدھ میں بنا کچھ سوچے سمجھے چلتی جا رہی تھی۔ آنسوؤں کی لکیر گالوں پر نشان بناتی جا رہی تھی جس کے ساتھ ساتھ بارش کا پانی بھی نمکین پانی میں شامل ہوتا جا رہا تھا۔

زندگی کس عجب دوراہے پر آ کھڑی ہوئی تھی۔ دل اب بھی حمزہ کی طلب میں جلا جا رہا تھا۔ اسکا ایک ایک لفظ اسکے سینے پر چھریاں چلا رہا تھا۔

آج پانچ سال مکمل ہونے کے بعد بھی اسکا دل صرف حمزہ کے نام کی مالا جپتا تھا اسی کے قرب کو ہر جگہ تلاشتا تھا مگر وہ جانتی تھی کہ یہ تلاش لاحاصل ہے جانے والے لوٹا نہیں کرتے !

باندھ کے تیرے نام کے گنگھرو مجھ میں رقص کریں

پاگل بارش، تیز ہوا اور پورے چاند کی رات

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رات وہ دیر سے گھر آئی تھی۔جیزیکا نے کئی کالز اسکو کر دی تھیں مگر گہری نیند میں ہونے کے سبب شاید اسکی آنکھ نہیں کھلی تھی۔اسکا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ساری رات روتے گزری تھی اور اب آنکھوں کی سرخی اور سوجن اس قدر بڑھ گئی تھی کہ خون کے آنسوؤں کا گمان ہو رہا تھا۔آنکھوں کا درد حد سے بڑھ گیا تھا۔وہ بمشکل درد سے چور چور ہوتے بدن کو سمبھالتی فریش ہو کر نیچے چلی آئی اور ایک کپ کافی اور بریڈ کا ناشتہ لے کر کمرے میں چلی آئی۔

بمشکل تمام ناشتہ کیا اور ڈراز سے پین کلر نکال کر پانی کے جگ سے گلاس میں پانی انڈیل کر پین کلر پھانک لی۔

اور تکیے سے سر ٹکا کر لیٹ گئی۔

کیا تمھیں ایسا لگتا ہے میں تمھارے سوا کسی کے بارے میں سوچ بھی سکتا ہوں؟تم میری بیوی ہو میری ہر چیز کی مالک..میرے دل پر صرف تمھارا راج ہے اور رہے گا۔

اگر اتنی محبت تھی تو بیچ سفر میں ساتھ کیوں چھوڑ دیا حمزہ؟پل بھر میں اسکی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں۔

New Era Magazine

کیوں میرے دل سے نہیں نکلتے تم حمزہ؟ کیوں میرے دل کو اپنے بس میں لئے ہوئے ہو؟ دور جا کر بھی نہیں جاتے کیوں؟ میرے دل سے میرے خیالات سے کیوں نہیں نکلتے؟ کیوں میرے حواسوں پر سوار رہتے ہو تم؟ وہ درد کی شدت سے بلبلا رہی تھی۔

بہت اکیلا کر دیا ہے تمھاری جدائی نے حمزہ مجھے... بہت اکیلا.. اب تو دل کرتا ہے سفید کفن اوڑھ کر تمھاری ہی طرح منوں مٹی تلے جا سوؤں.. وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی مگ فون پر بیل ہونے کی وجہ سے وہ ٹھٹھکی تھی۔

وہ فون نہیں اٹھانا چاہتی تھی مگر ہاسپٹل سے آنے والے فون کی وجہ سے وہ اٹھانے پر مجبور ہو گئی تھی۔

ہیلو؟ وہ رندھی آواز کو قابو کرتے گویا ہوئی۔

میم.. آج آپکی ڈیوٹی ہے کل صبح تک آپ اب تک آئیں نہیں؟ دوسری طرف ریسیپشن پر بیٹھی لڑکی تھی۔

اس نے وال کلاک پر نگاہ ڈالی جو گیارہ بجا رہی تھی۔

میں بس آدھ گھنٹے میں پہنچ رہی ہوں۔ آنسوؤں کو قابو میں کرتی وہ گویا ہوئی۔ ریسیور رکھ کر وارڈروب کی طرف بڑھ گئی اور کپڑے نکالنے لگی۔

New Era Magazine

یلواور وائٹ کنٹراسٹ کے شارٹ شرٹ اور لانگ سکرٹ نکال کر وہ فریش ہونے چلی گئی۔کافی دیر شاور کے نیچے کھڑے ہونے کے بعد اسکے اندر کی آگ کچھ کم پڑی تھی۔

ہونٹوں پر ریڈ لپسٹک لگا کر وہ جانے لگی جب تایا جان کی کال پر ٹھٹک گئی۔

السلام علیکم تایاجان..اسکا لہجہ رندھا ہوا تھا تایاجان فورا سمجھ گئے تھے۔

کیسی ہو رابیل بیٹی؟ٹھیک ہونا؟انکی تفکر سی بھری آواز سن کر کچھ لمحے اسے اپنا دکھ بھول گیا تھا۔

بلکل ٹھیک تایاجان آپ کیسے ہیں؟وہ مسکرا کر لہجے کو بشاش بناتے گویا ہوئی۔

کیسا ہو سکتا ہوں؟بیٹے کے بعد تم بھی ساتھ چھوڑ گئی یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اس وقت تمھاری سب سے زیادہ ضرورت تھی ہمیں؟تایاجان دکھ سے بولے تھے۔

تایاجان..جو خود ٹوٹا ہوا ہو وہ کیا کسی کو جوڑے گا؟آپکے دکھ پر میں ہر گز مرہم نہیں رکھ سکتی کیوں کہ میرے رکھے گئے مرہم سے آپکی تکلیف کم نہیں بلکہ مزید بڑھ جائے گی۔وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔

رابیل..کیسی باتیں کرتی ہو بیٹے تم؟تمھاری کی گئی دلجوئی سے تو تمام زخم بھر سکتے ہی۔

بس ایک بار لوٹ آؤ..انکے آنسوؤں سے بھری آواز سن کر وہ ساکت ہو گئی تھی۔

تایاجان؟وہ حیرت سے بولی تھی۔

New Era Magazine

رابیل..لوٹ آؤ..میرا حمزہ نہیں رہا مگر میرے حمزہ کی محبت میرے پاس رہے گی مجھے اسی سے سکون مل جائے گا..وہ رو رہے تھے۔وہ خود بھی رو دی تھی۔

رابیل..مجھے مایوس مت کرنا پلیز لوٹ آؤ..پانچ سال میں تڑپا ہوں بیٹے..موت بھی نہیں آتی جب تک تمھیں نا دیکھ لوں سکون سے مر بھی نا پاؤں گا..وہ سسکیوں کے درمیان بولے تھے.انکی سسکیوں سے وہ انکے درد کا اندازہ لگا سکتی تھی۔

ٹھیک ہے تایا جان..اس نے ایک فیصلہ کر لیا تھا۔

وہ بچوں کی طرح خوش ہو گئے تھے جیسے کسی بچے کو اسکی پسندیدہ چیز مل گئی ہو۔وہ ان سے بات کر کے گہری سانس بھر کر ہاسپٹل کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔

وہاں جا کر اس نے ریزائن کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔فلحال وہ صبح تک ڈیوٹی کرنا چاہتی تھی

"۔

ایسا ہی ہوا تھا صبح تک ڈیوٹی کر کے کے بعد اس نے ریزائن دے دیا تھا۔اور شکستہ قدموں و شکستہ دل لئے کاٹیج کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔"

واپس آ کر اس نے پیکنگ کی تھی اور کال کر کے اپنی سیٹ بک کروائی تھی۔جسم کا درد تو بیرونی درد تھا اندرونی درد تو اندر تک توڑ پھوڑ مچائے ہوئے تھا۔دل ہر گز وہاں جانے

New Era Magazine

پر آمادہ نہیں تھا مگر تایا جان کے آنسو اسکے قدموں کی زنجیر بن گئے تھے۔وہ شکستہ دل لئے اس ملک اس شہر کو الوداع کئے پاکستان کے لئے نکل آئی تھی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆
☆ ☆ ☆

وہ آج پانچ سالوں بعد اس زمین پر قدم رکھ رہی تھی جہاں سے پانچ سال پہلے وہ حمزہ کا غم لئے گئی تھی۔

چار سال پہلے اس نے اپنے آنسوؤں کے ساتھ حمزہ کی محبت کو بھی بہا دیا تھا۔

مگر آج پھر آنسو کسی سیلاب کی مانند اسکے گالوں کو بگھوتے جا رہے تھے۔

اسے سامنے ہی تایا جان نظر آ گئے تھے۔وہ اسکی طرف چلے آئے۔

رابیل..وہ اسکے ہاتھ تھامے کتنی دیر اپنے آنسوؤں سے اسکے ہاتھ بھیگاتے رہے تھے

۔تایا جان..؟وہ خود بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔

رابی..تم آئی ہو تو ایسا لگا ہے میرا حمزہ آگیا ہو..میرے حمزہ کی محبت ہو تم..اور میرے حمزہ کی محبت تو میرے لئے کسی قیمتی ہیرے کی مانند ہے..وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لئے کہہ رہے تھے۔

تایاجان پلیز آپ مت روئیں آپکی طبیعت بگڑ جائے گی۔وہ بہتے آنسوؤں کے درمیان گویاہوئی تھی۔

ہاں بس میری رابیل آگئی ہے نااب نہیں روؤں گا۔وہ آنسو صاف کرتے اسکو خود سے لگاتے گاڑی کی طرف بڑھ گئے تھے یہاں سب کچھ بدل گیا تھا

کچھ دیر بعد وہ حویلی پہنچ چکے تھے۔وہ بیگ گھسیٹتی حویلی کی طرف بڑھی۔

تند و تیز ہوا نے اسکا استقبال کیا تھا اسے ایسا لگا تھا جیسے حمزہ نے اسکا استقبال کیا ہو۔۔وہ آنسو صاف کرتی اندر داخل ہوئی۔

تمھارے آنے سے ایسا لگ رہا ہے میری حویلی کی رونقیں لوٹ آئیں ہو جو حمزہ کے جانے کے بعد اس گھر سے خفا ہی ہو گئی تھیں تایاجان گویاہوئے تھے۔"

حمزہ کے زکر پر آنسوؤں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوا تھا۔

بس رابی..میں نے حمزہ کا زکر اس لئے تو نہ کیا تھا کہ تم رونا شروع کر دو؟تایاجان ناراضگی سے بولے تھے۔"

تایاجان..حمزہ کا خیال آتے ہی دل بھر آتا ہے..اسکی عمر تو نہیں تھی یہ مٹی تلے جا دبنے کی؟وہ اذیت سے پر لہجے میں گویاہوئی تھی۔"

New Era Magazine

انہوں نے گہری سانس بھری تھی۔بس بیٹی ہم نے خدا کی رضامان کر صبر کر لیا ہے..

وہ اسکے گرد بانہیں پھیلاتے اسے لے کر اندر کی طرف بڑھے۔وہ خاموشی سے انکے ساتھ اندر چلی آئی۔حویلی میں ہو کا عالم تھا ہر طرف ایسی خاموشی جو کاٹ کھانے کو دوڑے۔

تائی جان کدھر ہیں تایا جان؟وہ ادھر ادھر دیکھتے بولی تھی۔

اپنے بھائی کی طرف گئی ہے نغمانہ کی منگنی ہے آج۔وہ مختصر بولے تھے۔"

اس نے سر ہلا دیا تھا۔

یوسف رضا نے سلطانہ کو آواز دی تھی۔وہ فوراً ہی بوتل کے جن کی طرح حاظر ہوئی تھی اور رابیل کو دیکھتے بے انتہا خوش ہو گئی تھی۔"

سلطانہ باتیں بعد میں پہلے رابیل کو اوپر حمزہ کے کمرے میں چھوڑ دو اور کھانے کی تیاری کرو..انہوں نے نرمی سے کہا تھا۔سلطانہ سر ہلا کر اسکو لئے حمزہ کے کمرے میں آئی۔"

میرے کمرے میں رہنا چاہتی ہوں میں۔رابیل نے پورے کمرے میں نظر دوڑاتے کہا تھا۔

صاحب نے کہا ہے اب یہی آپکا کمرہ ہے۔سلطانہ نے کاندھے اچکا کر کہا تھا۔"

رابیل سر ہلا کر رہ گئی تھی۔"سلطانہ اسکو آرام کا کہہ کر نیچے چلی گئی تھی۔رابیل کھڑکی کے پاس چلی آئی تھی جہاں بادلوں سے ڈھکا آسمان عجیب ہی ڈھب دھکلا رہا تھا۔"وہ گہری سانس بھرتے ماضی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتی چلی گئی تھی۔"

زندگی خاک نہ تھی،خاک اڑاتے گزری
تجھ سے کیا کہتے،ترے پاس جو آتے گزری

دن جو گزرا تو کسی یاد کی رو میں گزرا
شام آئی تو کوئی خواب دکھاتے گزری

اچھے وقتوں کی تمنا میں رہی عمر رواں
وقت ایسا تھا کہ بس ناز اٹھاتے گزری

زندگی جس کے مقدر میں ہوں خوشیاں تیری
ان کو آتا ہے نبھانا سو نبھاتے گزری

New Era Magazine

زندگی نام ادھر ہے کسی سرشاری کا

اور ادھر دور سے ایک آس لگاتے گزری

رات کیا آئی کہ تنہائی کی سرگوشی میں

ہو کا عالم تھا مگر سنتے سناتے گزری

بارہا چونک سی جاتی ہیں دھڑکن دل کی

کس کی آواز تھی یہ کس کو بلاتے گزری..!۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ایک بار پھر حویلی میں موجود تھی.. مگر آج یہاں پہلے کی طرح سنجیدہ صورت لئے حمزہ موجود نہیں تھا۔فوزیہ کمرے میں تھیں واپس آکر انہوں نے اس سے ملنا تک گوارا نہیں کیا تھا۔جبکہ وہ رات گئے تایا جان کے ساتھ مصروف رہی تھی۔اچھا رابیل بیٹی تم جاؤاب سو جاؤ پھر صبح باتیں کریں گے۔اسکا کندھے پر ہاتھ رکھ کر وہ مسکرا کر بولے تھے۔رابیل سر ہلاتی اوپر چلی آئی جہاں پہلے سے سلطانہ اسکا سامان سیٹ کر رہی تھی۔

بی بی آپ بہت کمزور ہو گئی ہیں۔سلطانہ نے اسکو ایک نظر دیکھ کر افسردگی سے کہا تھا۔

کیا کروں سلطانہ..!زندگی نے غم ہی اتنے دیئے ہیں کہ اندر سے ختم ہوتی جا رہی ہوں

۔وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے کہتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

بی بی..صاب اور بڑی بی بی تو بہت اداس تھے۔بی بی تو اب بہت بیمار رہنے لگیں ہیں۔

صاب سارا دن خاموشی سے چھوٹے صاب کی تصویر ہاتھ میں لئے بیٹھے رہتے ہیں۔

رابیل نے گہری سانس بھری تھی۔

نقصان بھی تو اتنا بڑا ہے سلطانہ..بھرپائی میں وقت تو لگے گا؟جب میں اسکو اب تک بھول نہیں پائی تو پھر وہ تو ماں باپ ہیں کیسے جوان اولاد کا غم بھول جائیں اتنی جلدی؟

رابیل نم آنکھوں سے بولی تھی۔

وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔بی بی سہی کہتی ہیں۔۔پہلے کیسے فوزیہ بی بی ہر بار انکا صدقہ اتاریں تھیں انکو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتیں تھیں اب تو کمرے میں محدود ہو کر رہ گئیں ہیں۔"

سلطانہ نے مزید کہا تھا۔سلطانہ لائٹ بند کر کے نیچے چلی جاؤ میں آرام کرنا چاہتی ہوں۔

وہ ٹیبل لیمپ بند کر کے سونے کے لئے لیٹ گئی تھی۔"

سلطانہ لائٹ بند کر کے چلی گئی تو وہ دوبارہ سے اٹھ بیٹھی تھی اور اٹھ کر کھڑکی کے پاس آ کھڑی ہوئی۔چودھویں کا چاند پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا جبکہ اسکے ارد گرد ٹمٹماتے ستارے ہر سو چاندنی بکھیر رہے تھے۔اس نے کبھی سنا تھا مرنے والے ستاروں کی صورت میں آسمان پر چمکتے ہیں۔وہ غور سے ایک ایک ستارے کو دیکھ رہی تھی۔

ایک ستارہ سب سے الگ تھلگ چاند کی چاندنی میں نہایا ہوا تیز چمک رہا تھا۔

کیا تم حمزہ ہو؟ہاں تمھیں ہو نا؟تم دیکھ رہے ہو مجھے اب؟اب میں ہر وقت روتی رہتی ہوں ہاں مجھے معلوم ہے تم مجھ سے محبت نہیں کرتے تبھی تم پلٹ گئے کیا تمھیں واپس جانے کی اتنی جلدی تھی؟وہ اذیت سے کہہ رہی تھی جیسے ستارے میں لپٹا حمزہ اسکی سن رہا ہو گا..وہ ہولے سے ہنس دی۔

میں بھی کس سے بات کر رہی ہوں؟جو بے جان سا محض ایک ستارہ ہے میرا حمزہ تو اس مٹی تلے ہے جس پر میں کھڑی ہوں۔مگر وہ مٹی تلے ہے تو میں مٹی کے اوپر کیوں؟مجھے بھی تو مٹی کے نیچے ہونا چاہئے؟وہ سوچ رہی تھی۔چاند کی روشنی نے اسکے پور پور کو روشن کر دیا تھا۔چاند کی روشنی نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا کہر میں لپٹی شامیں بھیگی بھیگی ہوا..اسکے وجود سے ٹکرا کر لوٹ جاتی۔

وہ کھڑکی کے پار دیکھتی بے آواز آنسو بہا رہی تھی ایک اور رات آنسوؤں کی نظر ہونے والی تھی۔

کوئی چاند رکھ میری شام پر
میرا دِل جلے تیرے نام پر
یہ اکیلے پن کی اداسیاں
یہ فراق لمحے عذاب سے
کبھی دشتِ دل پہ آ رکیں
تیری چاہتوں کے سحاب سے
میں ہوں تجھ کو جاں سے عزیز تر
میں یہ کیسے مان لوں اجنبی
تیری بات لگتی ہے وہم سی
تیرے لفظ لگتے ہیں خواب سے
یہ جو میرا رنگ و روپ ہے
یونہی بے سبب نہیں دوستوں
میرے خوشبوؤں سے ہیں

New Era Magazine

سلسلے میری نسبتیں ہیں گلاب سے
اسے جیتنا ہے تو ہمنشیں
یونہی گفتگو سے نہ کام لے
کوئی چاند لا کے جبیں پہ رکھ
لا کوئی گہر تہہِ آب سے
وہی معتبر ہے میرے لئے
وہ جو حاصلِ دل و جان ہے
وہ جو باب تم نے چرا لیا
میری زندگی کی کتاب سے
کوئی چاند رکھ میری شام پر
میرا دِل جلے تیرے نام پر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

New Era Magazine

اگلی صبح وہ ناشتے کی میز پر جلدی ہی نیچے آگئی تھی۔ مگر آج سامنے ہی اسکو فوزیہ نظر آئیں تھیں۔ جو اسکو دیکھ کر حیران رہ گئیں تھیں۔ یہ یہاں کیا کر رہی ہے یوسف؟ وہ حیرانی سے بولی تھیں۔

یہ اسکے تایا کی حویلی ہے جس میں اسکے باپ کا بھی حق ہے جب چاہے آسکتی ہے۔ وہ اطمینان سے بولے تھے۔

بھول گئے؟ یہ لڑکی آپکے جوان بیٹے کی قاتل ہے؟ وہ تنفر سے گویا ہوئی تھیں۔

زندگی اور موت صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ انکا اطمینان قابل دید تھا۔ وہ تنگ آ گئیں تھیں۔

یوسف.. میں اسے اپنی آنکھوں کے سامنے برداشت نہیں کر سکتی.. جو میرے بیٹے کے مرنے کے بعد ہی مردوں سے تعلقات بنانے میں لگ گئی تھی۔ فوزیہ چیخ گئی تھیں۔

فوزیہ بکواس بند کرو.. وہ چیخے تھے۔ رابیل کا چہرہ ان لمحوں میں آنسوؤں سے تر تھا۔

تائی جان آپ کیوں مجھے ایسا سمجھتی ہیں؟ میں قسم کھاتی ہوں کہ میرا امیر زائر شاہ سے کوئی تعلق نہیں تھا.. میں پاک باز ہوں۔ وہ روتے ہوئے بولی تھی اور ایک شکوہ کناں نگاہ یوسف رضا پر ڈالی تھی جیسے کہہ رہی ہو دیکھ لیا نتیجہ مجھے یہاں بلانے کا؟ وہ نظریں چرا کر رہ گئے تھے۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی مگر حمزہ کے کمرے کا کھلا دروازہ دیکھ کر ٹھٹھکی تھی۔ایک نگاہ سامنے ہی اسکی مسکراتی تصویر پر گئی تھی۔
آنسوؤں کی ہزار شکوے لئے وہ تیزی سے اندر بڑھ گئی تھی۔"
اسی چیز سے وہ بچ کر فرار کس گئی تھی مگر تایا جان کی ضد نے اسے واپس آنے پر مجبور کر دیا تھا۔اور وہ بے بسی سے انکار بھی نہیں کر پائی تھی۔
ہاں وہ یتیم تھی..بیوہ تھی تبھی بے بس تھی !

نوٹ

آؤزیست نبھائیں ہم از وجیہہ بخاری کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine